شاہ ولی اللہ کا فلسفہ

حصّہ اوّل

مبادیات اخلاقیات

مصنف :۔ ڈاکٹر عبدالواحد ہالی پوتہ

مترجم :۔ سید محمد سعید ایم اے

باب ۶

شخصی زندگی کے کردار کے اصول

اخلاقیات کی جو شاخ، شخصی زندگی کے کردار کے شعبہ سے تعلق رکھتی ہے اس میں وہ کردار بھی شامل ہوتا ہے جو ایک فرد اپنی ضروریات کی تسکین کے لئے اختیار کرتا ہے جو اُس کی شخصی بقار، بہبودی اور ترقی کے لئے ضروری ہوتی ہیں ۔

فرد کی ضرورت

ہر فرد کی ابتدائی ضروریات یہ ہیں :۔ خوراک کی ضرورت، تحفظ کی ضرورت، زن وشو کی رفاقت اور ولادت کی ضرورت لیکن جیسا کہ فرد ارتقار کے ساتھ فروغ پاتا ہے تو اُس کی دوسری ضروریات میں اضافہ ہو جاتا ہے مثلاً جمالیاتی، ذہنی اور روحانی ضروریات، جو ایک فرد کی بقار و بہبود کے لئے لازمی ہوتی ہیں لیکن وہ اِن ضروریات کو حاصل کرنے کی راہ میں، دوسرے افراد کے حقوق کو نہ تلف کرتا ہے اور نہ ہی خطرہ میں ڈالتا ہے ۔ شاہ ولی اللہؒ نے جن ضروریات کا تذکرہ کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں :۔

(الف) ایک شخص کی طبعی بقار کی ضروریات :۔

۱۔ خوراک کھانا پینا۔

۲۔ تحفظ، کپڑے (لباس) اور مقام رہائش (مکان)۔

۳۔ شریک ضروریات:۔ صفائی، نیند، بیماری میں امداد و علاج۔

(ب) زیب وزینت کی جمالیاتی ضروریات۔

(ج) اپنے ہم جنسوں میں میل جول یا معاشرتی خلط ملط کی شخصی ضروریات۔ دوسرے الفاظ میں یہ حسب ذیل ضروریات ہیں:۔

۱۔ دوسرے رفیق انسانوں کے درمیان چلنا پھرنا، ملنا جلنا اور باہمی سلوک۔

۲۔ رفاقت اور تصورات کا مبادلہ، اور باہمی تبادلۂ خیال کرنا۔

(د) شادی اور ولادت یا ازدواجی تعلقات۔

اخلاقی کردار

پس شخصی کردار جب اخلاقی طور پر زیرِ غور آتا ہے تو یہ ایک فرد کے اس کردار میں ہوتا ہے جو نہایت مستعدی کے ساتھ اپنی اعلیٰ تر ضروریات کی تسکین کو پس پشت ڈالے بغیر، متذکرہ بالا ضروریات کی تسکین کرتا ہے اور یہ اعلیٰ تر ضروریات اُس کی ذہنی تمدنی اور روحانی ضروریات ہیں۔ ایک مقام پر شاہ ولی اللہؒ نے اِسی تصوّر کو بیان کیا ہے جسے ذیل کے الفاظ میں پیش کیا جا سکتا ہے:۔

"ایک شخص کا موزوں کردار یا اخلاقی کردار، اِس کردار میں ہوتا ہے جو اس کی ابتدائی ضروریات کو سات اخلاقِ فاضلہ (دیانت اور السمتہ الصالح یعنی بہتر کارکردگی، یکسانیت اور تقدس کی عادات سمیت) کی مطابقت کرتے ہوئے نہایت اعلیٰ کارکردگی کے ساتھ تسکین کرتی ہیں اور وہ اس کے ساتھ رائے کلّی اور معاشرہ کی تاریخِ ماضی سے حاصل شدہ تصورات، مشاہدات اور رجحانات کا بھی پورا خیال رکھتی ہیں۔"

طبعی ضروریات

اس موضوع پر شاہ ولی اللہؒ کے مباحث کے تجزیہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ شخصی کردار کی بنیاد نہ صرف طبعی ضروریات (ضروریاتِ علاج وصحت کے سمیت) کی تسکین میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ وہ دوسری ضروریات کی بھی تسکین میں پائی جاتی ہے جس کے لئے سہولت کے پیش نظر نفسیاتی ضروریات

ی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے ۔

نفسیاتی ضروریات اِن میں بنی نوعِ انسان کی یہ ضروریات شامل ہوتی ہیں مثلاً ذہنی ترقی، تمدنی شائستگی اور روحانی کمال کی ضروریات، جمالیاتی صفت کی ضروریات، پیدائشی وصف کے محرکات کی ضروریات یا ساتِ اخلاقِ فاضلہ کی صلاحیتیں، عام جذبات، تحریکات، جوش و ہیجانات کی ضروریات، تمدنی اور روحانی ہیجانات ۔ شخصی کردار کی اخلاقیات کا معیار یہ ہے کہ ان کی تصدیق ایک ساتھ طبعی و نفسیاتی دونوں اسباب کی بنیاد پر کی جاسکے ۔ اگر کردار کے کسی نمونے کی صرف طبعی اسباب کے تحت تصدیق کی جا سکے گی اور دونوں اسباب کے تحت نہیں ہوگی تو یہ یقیناً کردار کی ایک غیر موزوں شکل ہوگی اور اِسی لئے غیر اخلاقی ہوگی ۔

معاشی ضروریات اِن ضروریات میں معاشی ضروریات بھی شامل کر لینا چاہئیں جن کا مقصد اعلیٰ معیارِ زندگی ہے ۔ انسانی معاشرہ میں اس کے افراد کی ضروریات کی تسکین ان کی طبعی ضروریات کی تسکین سے مراد ہے اور جو بہتر معاشی حالات پیدا کرنے کے بعد انہیں اُن کی تسکین کے قابل بناتی ہے اور اُن کی نفسیاتی ضروریات کی تسکین جو ایک اعلیٰ معیارِ زندگی کو برقرار رکھتے ہوئے ایک بہتر ذہنی اور علمی حالت پیدا کر کے تسکین کے قابل بنائی جاتی ہیں ۔ اِسی لئے معاشرتی ضروریات دونوں اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے طبعی اور نفسیاتی ضروریات دونوں میں شامل کی جا سکتی ہیں ۔ یہاں یہ واضح کیا جا سکتا ہے کہ اِن ضروریات کی تسکین کو ایک اعلیٰ معیارِ زندگی کے سبب اعتدال کے اضافی غور و فکر سے نہ صرف طبعی طور پر، بلکہ جمالیاتی، ذہنی اور روحانی طور پر اعلیٰ بنایا جا سکتا ہے ۔

عام اصولوں اور معیارات کے مختصر بیان کے بعد یہ مناسب ہوگا کہ شخصی اخلاقی کردار کے نفاذ کے بارے میں بحث کی جائے ۔

خوراک شاہ ولی اللہ کے بیان کے مطابق جو اخلاقی کردار، ضرورتِ خوراک کی تسکین سے تعلق ہے وہ سب سے پہلے یہ بتاتا ہے کہ روزی صحیح طور پر

حاصل کی جائے اور پھر نہ صرف خوردونوش کے طریقے بلکہ خوردونوش کی اشیہ
اُن کی عمدگی کی پسند، طرزِ خدمت اور برتنوں کی ساخت کا سامان بھی اہمیت رکھ
خوراک کی نوعیت اور برتنوں کی پسند کو مستثنیٰ کرتے ہوئے، باقی کے متذکر
کردار کی اخلاقی یا موزوں شکلوں سے تعلق رکھتے ہیں جو طبعی اور نفسیاتی دونوں اس
پر مصدقہ ہوتے ہیں اور خوراک کی قسم اور برتنوں کی پسند کے بارے میں اخلاقی کر
اعتدال اور معاشی بہبودی پر قائم ہوتی ہے نیز اُسی نفسیاتی اصول کے مطابق ہو
جس کے تحت سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال اور انتہائی پُرتکلف کھانے بھی قابل
ہو جاتے ہیں کیونکہ ان سے طمع، نخوت اور شان و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ خوردونو
اشیاء کی پسند میں طبی نقطۂ نگاہ بھی شامل ہوتا ہے جو اس حقیقت پر مبنی ہوتا۔
خوردونوش کی اشیاء اور طریقے اس قسم کے ہوں کہ جو نہ صرف انسانی ضروریات کی
کر سکیں لیکن بحیثیت مجموعی جسم کی نشوونما کرتے ہوں اور انسانی جسم کی عام عضویا
کے مطابق ہوں۔ اس پسند کے نفسیاتی اسباب بھی ہیں جو بنی نوع انسان کے
احساسات، جذبات اور جمالیاتی مذاق کی بنیاد پر ملتے ہیں جو انسانوں کو ناپاک خو
اور ایسے حیوانات جو فضلہ اور سڑی ہوئی چیزیں کھاتے ہیں اور اُن کی عادتیں گ
ہوتی ہیں، کے گوشت، کے استعمال سے باز رکھتے ہیں کیونکہ یہ اشیاء انسانوں کے
انتہائی مضر ہوتی ہیں اور اس کے رجحانِ طبیعت کو شدید نقصان پہنچاتی ہیں۔

خوردونوش کے طریقے، علمِ صحت کے اسباب رکھتے ہیں. جو ہاتھ منہ کی صف
اُس جگہ اور اُن برتنوں کی صفائی کا تقاضا کرتے ہیں جن میں اشیائے خوردونوش رکھ
ہیں۔ ان کے بعض طبعی اسباب بھی ہوتے ہیں جیسے پُر امن طرزِ عمل اور نشس
مناسب طریقہ۔ نفسیاتی طریقے اچھے آداب و صفات کا تقاضا کرتے ہیں جو کہ طمع و
جیسی برائیوں کے اظہار سے روکتے ہیں۔ اور ایسے طرزِ عمل سے باز رکھتے ہیں جو س
خوردونوش کرنے والوں کے دلوں میں بدمزگی، ناپسندیدگی یا حسد کے جذبات پیدا ک
منشیات کے استعمال کے خلاف شاہ ولی اللہؒ نے جو دلائل پیش کئے ہیں

خوش حالی اور نفسیاتی ضروریات دونوں کی بنیاد پر ہیں۔ نشہ آور اشیاء کا استعمال نہ صرف صحت کے لئے خطرہ ہوتا ہے بلکہ جو لوگ ان کے عادی ہو جاتے ہیں یہ عادت اُن کی آمدنی اور معاشرہ پر ایک فاضل معاشی بار ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ ان کی پاکیزگیٔ اطوار (سمت) اور ذہن و دماغ کی صفائی پر بھی اثر ڈالتی ہے۔ لہٰذا نشہ آور اشیاء نہ صرف انسانی صحت بلکہ معاشرتی نفسیاتی اور معاشی اسباب کی بناء پر اس کو غیر موزوں کردار میں مبتلا کر دیتی ہیں اور یہ اسی لئے غیر اخلاقی کردار ہے۔

لباس اور مقامِ رہائش

شاہ ولی اللہ کے یہاں لباس اور مقامِ رہائش (مکان) کی اخلاقیات، انسان کے طبعی تحفظ اور اس کی جمالیاتی اور نفسیاتی کے تقاضوں کے مطابق ہے جو اِن دونوں اداروں کے مطابق انسانی ذہن کا رجحان ترتیب دیتے ہیں۔

طبعی ضروریات کے پیشِ نظر، لباس اور مقامِ رہائش ایسے ہونا چاہئیں جو طوفان و موسم کے خلاف تحفظ دے سکیں اور مقامِ رہائش میں ایک اور گنجائش ہونی چاہیئے کہ اِن میں خلوت و تنہائی ہونے کے علاوہ چور اچکوں کی دست برد سے صاحبِ مکان کی املاک بھی محفوظ رہیں۔

جہاں تک نفسیاتی ضروریات کا تعلق ہے لباس اور مقامِ رہائش صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ انسان کے وصفِ حیاء، کا تحفظ ہو سکے۔ اُن سے خلوت کے ساتھ بیرونی مداخلت نہ ہو۔ اس کے علاوہ اِن دونوں سے ایک انسان کے اخلاقِ فاضلہ مثلاً سماحت (فیاضی و عالی ظرفی) ظاہر ہو اور بخیلی و کم ظرفی کا مظاہرہ نہ ہو اور انسان میں عظمت و احترام کے جذبات بھی پیدا ہوتے ہوں۔ لباس کے لئے ایک موزوں کپڑے کی پسند اور لباس کا پُرعظمت طرز، ذہن کے اُن رجحانات کے اثرات کا نتیجہ نہیں ہونا چاہیئے جو عالی ظرفی اور پاکیزگیٔ اخلاق کے خلاف ہوں۔ ایسے لباس کو نہیں اپنانا چاہیئے جو امارت پرستی، نخوت، خودنمائی اور انتہائی طرب و مسرت کا اظہار کریں۔ کیونکہ ایسے کپڑوں کی پسند اور استعمال کے غیر صحت مند اثرات انسانوں کے ذہن پر غلط اثر ڈالتے ہیں اور وہ غیر موزوں و غیر اخلاقی

کردار میں مبتلا ہوجاتا ہے ۔ اسی طرح اعلیٰ ترین تعمیراتی نمونے اور پرشکوہ مصوری کسی م
کے رہنے والے افراد کے ذہنوں میں جھوٹی شان و شوکت کا جذبہ پیدا کر سکتے ہیں اسی ل
اشیاء و عمل غیر اخلاقی ہوتے ہیں ۔

جمالیاتی و نفسیاتی ضروریات جو انسان کے ذہن میں پیدائشی طور پر ہوتی ہیں
اسباب کی کمی کی بنا پر شاہ ولی اللہؒ انسان کو اچھے اور موزوں لباس پہننے اور چوڑ
و آرام دہ مکانات میں رہنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن معاشی اسباب اور معاشی بہبو
لوازمات کے پیشِ نظر وہ لباس و مکان دونوں معاملوں میں اعتدال پسندی کی تلق
کرتے ہیں ۔

جہاں تک کہ لباس میں امتیاز جنس کا تعلق ہے، شاہ ولی اللہ اسے مرد و عور
کے طبائع و سیرت پیدائشی رجحانات اور مخصوص فرائض کی بنیاد پر درست ٹھہراتے
نازک، رنگین اور عورتوں کی پسند کے کپڑے مردوں کے لئے موزوں نہیں ہوتے جو
کے لئے غیر موزوں اور غیر اخلاقی لباس ہوتے ہیں ۔ کیونکہ اگر ایک مرد مستقلاً عورتوں
فیشن کے نرم و رنگین کپڑے پہننے کا عادی ہو جائے تو اُس سے اس کے مردانہ مزاج
انداز بگڑ جاتا ہے، اسی طرح یہ عورتوں کے لئے ہمیشہ غیر موزوں ہوتا ہے کہ وہ مردوں کی
کھردرے کپڑے پہنیں جس میں اُن کے حسن اور شائستگی کا معمولی خیال بھی نہ رکھا گیا ہ

زیب و زینت یہاں اس معاملہ کے جمالیاتی پہلو پر کچھ کہنا مناسب ہوگا جیسے
شاہ ولی اللہ نے اسے ایک بڑے عنوان "زینت اور تجمل" کے
تحت بیان کیا ہے ۔ ایک شخص کے لباس یا مکان یا اس کی زیب و زینت کے تصو
کو شاہ ولی اللہؒ نے اپنے مخصوص نفسیاتی اسباب کی روشنی میں بیان کیا ہے ۔ مثال کے
پر اپنے جسم کو نشانات سے "گودنا" کھال کو گرم لوہے سے "داغنا" یا زیب و زینت
خاطر جسم کو کسی طرح "بگاڑنا" یہ سب طریقے، طبعی اور طبی دونوں لحاظ سے جسم کے لئے
نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ تہذیب و شائستگی کا تقاضا ہے ۔

زیب و زینت کی حمایت میں البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسانی طبائع کے جمالیاتی پ

عنصر میں پیدائشی طور پر ہوتی ہے اور یہ کہ اوصافِ سماحت وعظمت اور پاکیزگیٔ اخلاق و اطوار کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص موزوں، پُرعظمت اور شائستہ وضع قطع میں نظر آئے۔

ذاتی زیب و زینت میں ضرورت سے زیادہ مبتلا ہونے کے خلاف نفسیاتی اسباب کی بنا پر کئی اعتراضات وارد ہوتے ہیں مثلاً ضرورت سے زیادہ ذاتی تزئین و آرائش سے ایک شخص 'خود سے محبت' کے مرض میں مبتلا ہو جائے اور اس کے ساتھ خود پسندی، امارت اور نخوت وغیرہ کی خرابیاں بھی وابستہ ہوتی ہیں جو انسانی عظمت و سماحت اور 'رائے کلی' جیسے اخلاقِ فاضلہ کی ضد ہوتی ہیں زیب و زینت میں ضرورت سے زائد مبتلا ہونے سے معاشی نقصان بھی ہوتا ہے اُس کا کم سے کم یہ نقصان بھی ہوتا ہے کہ یہ دوسروں کے لئے ایک بری مثال ہوتی ہے جس کی طرف انسان فطرتاً مائل ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح سے نام و نمود، خود نمائی و نخوت اور فضول خرچی کی معاشرتی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے شاہ ولی اللہ کردار میں معیارِ اعتدال کو اپنانے کی تلقین کرتے ہیں جس کی متذکرہ بالا تمام اسباب کی روشنی میں تصدیق کی جاسکتی ہے۔

صفائی کردار کے بیان میں صفائی کا ذکر بھی شامل کرنا چاہیئے۔ صفائی میں جسم کپڑے اور مکانات کو دھونا اور صاف کرنا شامل ہوتا ہے۔ اس عادت کو 'خصال الفطرت' یا ایک عام انسان کی حفظانِ صحت کی عادات کہتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے اپنے نظامِ اخلاقیات میں اس کو حفظانِ صحت کی تفصیل تو بیان نہیں کرتے، البتہ وہ اپنے قارئین کو علم العلاج کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے اس ضمن میں مطمئن ہو جاتے ہیں۔ یہ صفائی کے طریقوں (مثلاً وضو غسل وغیرہ) کی حمایت اور حفظانِ صحت کی دس عادات کی حمایت میں کافی نفسیاتی دلائل پیش کرتے ہیں۔ خصال الفطرت (اچھی عادتیں) انسانی مزاج کی جمالیاتی صفت میں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے عام انسانی مزاج، گندگی اور غلاظت کو پسند نہیں کرتا ہے۔ شاہ ولی اللہ کے نزدیک شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص کے جسم کی گندگی سے ایک قسم کی طبعی ذہنی اور روحانی غفلت و بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور

اس سے اس کے ذہن کی صفائی اور صلاحیت قبولیت کو زبردست نقصان پہنچا۔
اس کا اثر زیادہ تر سستی و غفلت میں ظاہر ہوتا ہے اور گہرے ذکر و فکر کے
یہ غفلت زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔

رفع حاجت کرنا یا ہاتھ منہ دھونا، جسم کے کسی حصہ سے خون یا پیپ و
رسنا، اور ہم خوابی و ہم بستری وغیرہ سے ذہن پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ لہٰذ
اثرات سے بچنے کے لئے صفائی کا زیادہ عمدہ و مکمل طریقہ 'غسل' کی ضرورت ہ
اس کے علاوہ دوسرے قسم کے صاف کرنے اور دھونے کے طریقے اور وضو با
اثرات کی پاکیزگی کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ نیند بھی ذہن پر ایسی ہی سستی و غفلہ
پیدا کرتی ہے جس کے اثرات کو دور کرنے کے لئے نہانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

نفسیاتی جوش و احساسات بھی جو صفائی کے مخصوص طریقوں کے لئے تر
ہیں، صفائی کے طریقوں میں سے ایک ہیں، جن کی بنیاد پر شاہ ولی اللہؒ نے حفظان
عادتوں کی حمایت کی ہے۔ بعض حالات میں لوگوں کے ذہن اس وقت تک مطمئن نہ
جب تک وہ خود کو اُن طریقوں کے مطابق پاک و صاف نہ کرلیں جو اُن کے معاش
میں رائج ہیں۔

نیند | شاہ ولی اللہ نے نیند کے بارے میں جس کردار کی حمایت کی ہے اس
و نفسیاتی اسباب کے تحت تصدیق کی جا سکتی ہے ایک بار پھر شاہ صاحب یہا
اسباب کی تفصیل بیان نہیں کرتے ہیں۔ البتہ ایک مقام پر وہ یہ ہدایت کرتے ہیں
شخص کو اپنی بائیں کروٹ پر سونا چاہیئے اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اس طرح سو
آرام دہ ہے اور جگر و ذہن کے فعل کی بیداری کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

جیسا کہ نیند نہ صرف طبعی آرام کے لئے ضروری ہوتی ہے بلکہ ذہنی آرام
بھی ضروری ہوتی ہے اس لئے شاہ ولی اللہؒ نے ذہن کو منتشر خیالات سے جو نیند
ہوتے ہیں پاک کرنے کے بعض خاص طریقے بھی بیان کئے ہیں۔

بیماری } بیمار ہونے کی صورت میں مناسب علاج کرانے کے بارے میں شاہ

کی تجویزوں کو طبعی علاج اور نفسیاتی علاج کی اقسام کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے طبعی علاج میں طبی علاج شامل ہوتا ہے اور اس میں شاہ ولی اللہ، مخصوص دعاؤں اور آیاتِ قرآن کے ذریعہ نفسیاتی علاج بھی شامل کر دیتے ہیں جو اُن کے نزدیک بڑا سکون پہنچاتا ہے، وہ ایسے طریقے بھی تجویز کرتے ہیں جو ذہن کے صبر و سکون کو تکلیف یا بیماری کے دوران بحال و محفوظ رکھتے ہیں اور ان کی بنیادیں فطرتاً نفسیاتی ہوتی ہیں۔

اشتراکِ عمل کے اطوار

معاشرہ کے دوسرے افراد کے ساتھ معاشرتی میل جول اور اشتراکِ عمل جن کے لئے ایک فرد مجبور ہے۔

شاہ ولی اللہ نے اس عمل کو شخصی ضروریات کی تلاش وجستجو اور بنی نوع انسان کے مزاج میں اجتماعی جبلت کے وجود پر قائم کیا ہے۔ اس مقام پر شاہ صاحب نے اچھے طرزِ عمل اور عمدہ عادتوں کی بہت سی مثالیں دے کر اُن کی تصدیق کی ہے۔ چلنے کی صحیح شکل کے لئے انہوں نے طبعی اور نفسیاتی دونوں اسباب بیان کئے ہیں۔ طبعی سبب تو یہ ہے کہ انسانوں کو بے ہنگم اور سست چال سے آزاد ہونا چاہیئے۔ نفسیاتی سبب یہ ہے کہ بے ہنگم یا بے ڈھنگی چال بعض اعلیٰ اوصاف کے برخلاف، بداطوار کی دلالت کرتی ہے۔ جیسے جسم کے عضو کو جھٹکا دے کر چلنا یا تیز تیز چلنا، چلنے والے شخص کی حماقت یا مسخرہ پن کی علامت ہو سکتا ہے، یا چلنے کے مختلف طریقے انسان کے غرور و نخوت کا اظہار کرتے ہیں۔

ایک دوسرے کو زبانی، برملا یا خوش خلقی کے طور پر پیش آنے یا سلام کرنے کی عادت شاہ ولی اللہ کے نزدیک انسانوں میں اعلیٰ صفات پیدا کرتی اور ان کو مستحکم کرتی ہے اور بڑوں سے محبت سکھاتی ہے، بڑے عہدے والوں کے لئے عزت و احترام کے احساسات کو فروغ دیتی ہے اور چھوٹوں کے معاملہ میں کمینگی اور گھمنڈ جیسی برائیوں کو ختم کرتی ہے اور یہ معاشرہ کے افراد کے درمیان باہمی محبت و اخوت پیدا کرتی ہے۔

تنظیم و سلام کے دوسرے منکسرانہ طریقوں مثلاً گھٹنوں کے بل جھکنے (جو ایران و روم کے شہنشاہوں کے درباروں میں عام تھا) کے خلاف شاہ ولی اللہ نے یہ دلیل

پیش کی ہے کہ یہ طریقے لوگوں کے ذہنوں کو غلامی اور شرک و کفر کی سطح پر لانے رائج کئے جاتے ہیں اور ان سے انسان کے ذہن پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔

آداب نشست و برخواست کے اطوار بھی انسان کی طبعی پاکیزگی، خوش اور معاشرتی دل آویزی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً کتے کی طرح پیٹ کے بل بیٹھنا اور نخوت کے انداز میں بیٹھنا یا اس طرح پیش آنا کہ جس سے دوسرے لوگوں کو شکایت ہو جائے یا مسخرہ پن سے پیش آنا وغیرہ متذکرہ بالا اسباب کی بنا پر کسی طرح درست ملاقات کے وقت پر خلوص اشارات کا تبادلہ اور توجہ آمیز سلوک کا مشاہدہ وغیرہ ان ہی اسباب کی بنا پر درست نہیں۔

بات چیت کے دوران نرم گفتگو شاہ ولی اللہ کے بیان۔ "بات چیت کا ا کی بنیاد فراہم کرتی ہے لیکن وہ غرور و نخوت، خود پسندی اور خود ستائی کی خوا کے خلاف نفسیاتی طبائع کے تحفظ کے لئے فرماتے ہیں کہ ایک شخص کی بات چیت "تصنع"، سخت لہجہ اور مشکل الفاظ کے غیر ضروری استعمال سے پاک و صاف چاہیئے۔ دوسروں کے دل میں محبت و خیر سگالی کو پیدا کرنا ان کے مراسم گفتگو کی ہے۔ اور اسی لئے انسان کی بات چیت، غیبت، ہتک آمیز زبان، طنزیہ اور بہتا فقرہ اور نام بگاڑ کر پکارنے وغیرہ سے پاک و صاف ہونا چاہیئے۔

بیرونی اثرات سے ذہن کا تحفظ ان کی اس تلقین کی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ ا شخص کو غیر ضروری گفتگو، فضول باتیں، گپ شپ اور فحش کلامی سے پرہیز کرنا

ازدواجی تعلق

ازدواجی تعلقات میں ایک موزوں کردار شاہ ولی اللہ کے نز حیاتیاتی، نفسیاتی اور معاشرتی اسباب کی بناء پر پایا جاتا۔ جنسی تسکین اور تولید کی خواہش اور بچے رکھنے کی عادت، بنی نوع انسان کی حیاتی ضرورت سے متعلق ہے جس کی اگر صحیح طور پر تسکین نہ ہو تو نفسیاتی خرابیاں، انسانی میں بدمزگی اور گمراہی پیدا ہو جاتی ہے۔

جنسی خواہش کی تسکین کے غیر فطری طریقے اور رضامندانہ ضبطِ ولادت کا طر

متذکرہ بالا اسباب کی بنا پر غیر منصفانہ ہے یہی صورت حال ان غیر فطری طریقوں کے ذریعہ جنسی تسکین سے نجات پانے کے لئے ہے جیسے طبی علاج کرالینا یا "آختہ" ہوجانا وغیرہ، ان طریقوں سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے جنسی تسکین کے لئے ناقابل ہوجاتا ہے۔

ایسے مجرم اور گنہ گار کی عمدہ صلاحیتوں پر ان طریقوں کا بہت برا اثر پڑتا ہے اور اس سے معاشرہ کے دوسرے افراد کے درمیان اس کے باہمی تعلقات بھی متاثر ہوتے ہیں۔ معاشرہ میں غیر منکوحہ عورت کے ساتھ "زنا" اور حرام کاری کا رجحان بڑھتا ہے۔ اس لئے ایک قانونی ازدواجی معاہدہ کے بغیر مرد و عورت کے ازدواجی تعلقات غیر موزوں، غیر معاشرتی اور غیر اخلاقی ہوتے ہیں۔ انہی اسباب کی بنیاد پر نکاح کے معاہدے اور ادارۂ نکاح کی تہذیب کو پسند کیا گیا ہے۔

ایک شخص کے شادی کے لئے نا اہل ہونے کی صورت میں شاہ ولی اللہؒ جنسی تحریک کے عذاب کی شدت کو گھٹانے کے لئے بعض طریقے تجویز کرتے ہیں مثلاً فطری مزاج اور اس کی فطری تحریکوں کو خوراک اور روزے کے ذریعہ بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

(مسلسل)

مولانا عبید اللہ سندھی

مصنفہ پروفیسر محمد سرور

مولانا سندھی مرحوم کے حالات زندگی، تعلیمات اور سیاسی افکار پر یہ کتاب ایک جامع اور تاریخی حیثیت رکھتی ہے، یہ ایک عرصے سے نایاب تھی۔
یہ کتاب دین، حکمت، تاریخ اور سیاست کا ایک اہم مرقع ہے۔

قیمت مجلد چھ روپے پچھتر پیسے

سندھ ساگر اکادمی۔ چوک مینار۔ انارکلی۔ لاہور